اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔(پ11، یونس، آیت62)

بڑے پیر صاحب

کی بڑی باتیں

ابو حمزہ محمد آصف مدنی

سرگودھا، پنجاب، پاکستان 0313.7013113

قرآن مجید فرقان حمید میں

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے:

اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ

ترجمہ: میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جتنی مجھ سے ہو سکے اور میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(پارہ 12، سورۃ ھود، آیت 88)

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

(پارہ 11، سورۃ یونس، آیت 62)

فرمان مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم

إِنَّ اللهَ تَعَالَی قَالَ: مَنْ عَادَی لِي وَلِيّاً فَقَدْ آذَنْتُه بِالحَرْبِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو میری کسی ولی سے دشمنی کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

(صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث: 6502، جلد 4 صفحہ 248)

فہرست مضامین

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو بالعموم جملہ اولیاء کرام و علماء عظام

اور بالخصوص مفتی اعظم بغداد، شیخ القرآن والحدیث، قطب الاقطاب، پیرانِ پیر، غوثُ الاعظم

شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے نام منسوب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جمیع امت مسلمہ کو ان کی محبت وعقیدت سے لبریز اور ان کے فیضان سے فیضاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اور فقیر کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اہل اسلام کیلئے نافع بنائے۔ آمین

فقط: ابو حمزہ محمد آصف مدنی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساداتِ کِرام کی نسل کس سے چلی؟

ساداتِ کِرام کی نسل خاتونِ جَنَّت حضرتِ سَیِّدَتُنابی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کے دو شہزادگان حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسن اور حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے چلی ہے۔ پھر حسینی ساداتِ کِرام کی نسل حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے شہزادے حضرتِ سَیِّدُنا اِمام زَیۡنُ الۡعَابِدِیۡن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے چلی جو کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے جبکہ حسنی ساداتِ کِرام کی نسل حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے شہزادے حضرتِ سَیِّدُنا حسن مُثَنّٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اور دیگر شہزادوں سے چلی۔ حضرتِ سَیِّدُنا حسن مُثَنّٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کربلائے مُعَلّٰی میں شدید زخمی ہوگئے تھے جس کے باعِث یزیدی انہیں شہید سمجھتے ہوئے زندہ چھوڑ کر چلے گئے، پھر قریبی گاؤں سے لوگ جب حالات کا مشاہدہ کرنے کربلائے مُعَلّٰی آئے تو انہوں نے انہیں زخمی حالت میں پایا اور ان کا علاج مُعالجہ کیا، اللہ پاک نے انہیں صحت عطا فرمائی، یہ بہت بڑے عالمِ دِین بنے اور انہوں نے 98 سال عمر شریف پائی۔

حضرتِ سَیِّدُنا حسن مُثَنّٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شادی حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شہزادی حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ صغریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے ہوئی جن کے بطن شریف سے حضرتِ سَیِّدُنا عَبۡدُ اللّٰہ محض رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پیدا ہوئے، انہیں محض اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں خاتونِ جَنَّت حضرتِ سَیِّدَتُنا بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کی اولاد ہیں، باپ حضرت خاتون جنت کے پوتے اور ماں ان کی پوتی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 11، صفحہ 431، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

سب سے پہلے حسنی حسینی سَیِد ہونے کا شَرَف انہیں حاصِل ہوا۔ حضورِ غوثِ اعظم عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡاَکۡرَم کو بھی حسنی حسینی سَید اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کا سلسلۂ نسب بھی والد کی طرف سے حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اور والدہ کی طرف سے حضرتِ سَیِّدُنا اِمام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ تک پہنچتا ہے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالات

سرکارِبغدار حضورِ غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک "عبد القادر" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُنیت "ابو محمد" اور القابات "محی الدین، محبوبِ سبحانی، غوثُ الثقلین، غوثُ الاعظم" وغیرہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یکم

رمضان 470ھ میں بغداد شریف کے قریب قصبہ "جیلان" میں پیدا ہوئے اور 561ھ میں بغداد شریف ہی میں وصال فرمایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ پُر اَنوار عراق کے مشہور شہر بغداد شریف میں ہے۔

(بہجۃالاسرار ومعدن الانوار، ذکر نسبہ وصفتہ، ص۱۷۱)

(الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ابو صالح سید عبد القادر الجیلی، ج۱، ص۱۷۸)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب شریف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والدماجد کی نسبت سے حسنی ہیں سلسلہ نسب یوں ہے سیّد محی الدین ابو محمد عبد القادر بن سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سیّد ابو عبد اللہ بن سیّد یحییٰ بن سید محمد بن سیّد داؤد بن سیّد موسیٰ ثانی بن سیّد عبد اللہ بن سیّد موسیٰ جون بن سیّد عبد اللہ محض بن سیّد امام حسن مثنیٰ بن سیّد امام حسن بن سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم حضرت ابو صالح سیّد موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، آپ کا اسم گرامی **"سیّد موسیٰ"** کنیت **"ابو صالح"** اور لقب **"جنگی دوست"** تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیلان شریف کے اکابر مشائخ کرام رحمہم اللہ میں سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناناجان:

حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناناجان حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیلان شریف کے مشائخ میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت زاہد اور پرہیز گار ہونے کے علاوہ صاحب فضل و کمال بھی تھے، بڑے بڑے مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیک سیرت بیویاں:

حضرت شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف **"عوارف المعارف"** میں تحریر فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے حضور سیدنا غوثُ الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا:

"یاسیدی! آپ نے نکاح کیوں کیا؟

"سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:
"بے شک میں نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا کہ اس سے میرے دوسرے کاموں میں خلل پیدا ہو جائے گا مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا:
"عبد القادر! تم نکاح کر لو، اللہ عزوجل کے ہاں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔" پھر جب یہ وقت آیا تو اللہ عزوجل نے مجھے چار بیویاں عطا فرمائیں، جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی ہے۔"
(عوارف المعارف، الباب الحادی والعشرون فی شرح حال المتجرد والمتاھل من الصوفیۃ... الخ، ص ۱۰۱، ملخصًا)

حلیہ مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ، بدن نحیف، سینہ چوڑا، داڑھی گھنی، رنگ گندمی، گردن اونچی، آنکھیں سیاہ تھیں جبکہ ابرو ملی ہوئیں تھیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر، ص ۱۹)

وفات اقدس

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے **11** ربیع الثانی **561** ہجری میں **91** برس کی عمر میں بغداد شریف میں انتقال فرمایا۔ نمازِ جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب علیہ رحمۃ اللہ الوھاب نے پڑھائی اور لاتعداد لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُر انوار آج بھی بغدادِ معلٰی میں مرجعِ خلائق ہے۔
(الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ج ۱، ص ۱۷۸)

غوث پاک کے گیارہ نام:

اعلی حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:
سوال: "حضرت پیران پیر دستگیر کے گیارہ نام کیا کیا ہیں؟
الجواب: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء شریفہ یہ ہیں:
سید محی الدین سلطان، محی الدین قطب، محی الدین خواجہ، محی الدین مخدوم، محی الدین ولی، محی الدین بادشاہ، محی الدین شیخ، محی الدین مولٰنا، محی الدین غوث، محی الدین خلیل، محی الدین، واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاوی رضویہ: جلد 26، صفحہ 398، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

حصول علم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم قصبہ جیلان میں حاصل کی، پھر مزید تعلیم کے لئے سن 488 ہجری میں بغداد تشریف لائے اور اپنے مزید زمانہ کے معروف اساتذہ اور ائمہ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ قرآن کو روایت و درایت اور تجوید و قراءت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مُستند علمائے کرام سے حدیث کا سماعت فرما کر علوم کی اس شاندار طریقے سے تحصیل و تکمیل فرمائی کہ اپنے ہم عصر علماء میں نمایاں مقام پالیا بلکہ ان کے بھی مَرجَع بن گئے۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر،۲۰ بتغیر)

غوث الاعظم کا فقہی مذہب:

حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتوٰی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم

(فتاوی رضویہ: جلد 26، صفحہ 432، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

افضلیت صدیق اکبر بزبان غوث اعظم رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی غوث الاعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں:

عشرہ مبشرہ میں سے افضل ترین چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور ان چاروں کے لیے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے خلافت ثابت ہے۔

(الغنیۃ، العقائد والفرق الاسلامیۃ، ج۱، ص۱۵۷، ۱۵۸)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا علم و عمل اور تقوٰی و پرہیز گاری

حضرت شیخ امام موقف الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

"ہم ۵۶۱ ہجری میں بغداد شریف گئے تو ہم نے دیکھا کہ شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی اُن میں سے ہیں کہ جن کو وہاں پر علم، عمل اور حال و فتوی نویسی کی بادشاہت دی گئی ہے، کوئی طالب علم یہاں کے علاوہ کسی اور جگہ کا ارادہ اس لئے نہیں کرتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں تمام علوم جمع ہیں اور جو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے علم حاصل کرتے تھے

آپ ان تمام طلبہ کے پڑھانے میں صبر فرماتے تھے، آپ کا سینہ فراخ تھا اور آپ سیر چشم تھے، اللہ عزوجل نے آپ میں اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ جمع فرما دیئے تھے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۲۲۵)

تیرہ علوم میں تقریر فرماتے:

امام ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحیی حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔"

ایک جگہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضورِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ اور علم الکلام پڑھتے تھے، دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت لوگوں کو تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۲۲۵)

علم کا سمندر:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں:

"ایک روز کسی قاری نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس شریف میں قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی تو آپ نے اس آیت کی تفسیر میں پہلے ایک معنی پھر دو اس کے بعد تین یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اس آیت کے گیارہ معانی بیان فرما دیئے اور پھر دیگر وجوہات بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس تھی اور ہر وجہ کی تائید میں علمی دلائل بیان فرمائے اور ہر معنی کے ساتھ سند بیان فرمائی، آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجب ہوئے۔"

(اخبار الاخیار، ص۱۱)

ایک آیت کے چالیس معانی بیان فرمائے:

حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغداری بندلجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحب بہجۃ الاسرار سے فرمایا:

"میں اور تمہارے والد ایک دن حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمایا تو میں نے تمہارے والد سے کہا:

"یہ معنی آپ جانتے ہیں؟

"آپ نے فرمایا:

"ہاں۔" پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دوسرا معنی بیان فرمایا:

تو میں نے دوبارہ تمہارے والد سے پوچھا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟

تو انہوں نے فرمایا:

"ہاں۔" پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور معنی بیان فرمایا:

تو میں نے تمہارے والد سے پھر پوچھا کہ آپ اس کا معنی جانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گیارہ معانی بیان کئے اور میں ہر بار تمہارے والد سے پوچھتا تھا" کیا آپ ان معانی سے واقف ہیں؟"

تو وہ یہی کہتے کہ ان معنوں سے واقف ہوں۔" یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے چالیس معنی بیان کئے جو نہایت عمدہ اور عزیز تھے۔ گیارہ کے بعد ہر معنی کے بارے میں تمہارے والد کہتے تھے:

"میں ان معنوں سے واقف نہیں ہوں۔" (بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۲۲۴)

مشکل مسئلے کا آسان جواب:

بلادِ عجم سے ایک سوال آیا:

"ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی ایسی عبادت کریگا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہو تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی وہ عبادت نہ کر رہا ہو، اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی، تو اس صورت میں کون سی عبادت کرنی چاہیے؟

"اس سوال سے علماء عراق حیران اور ششدر رہ گئے۔ اور اس مسئلہ کو انہوں نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً اس کا جواب ارشاد فرمایا:

"وہ شخص مکہ مکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کرکے اپنی قسم کو پورا کرے۔"

اس شافی جواب سے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا کیوں کہ وہ اس سوال کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔"

(المرجع السابق)

آپ رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

جملہ اولیاء کرام بشمول حضور غوث الاعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے عموماً ہمارے زیرِ نظر اُن کی کرامات ہوتی ہیں اور ہم ان کرامات سے ہی کسی ولی کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں صحیح اور درست اسلوب یہ ہے کہ ہم صرف اولیاء کاملین کی کرامات تک ہی اپنی نظر کو محدود نہ رکھیں بلکہ اُن کی حیات کے دیگر پہلوئوں کا بھی مطالعہ کریں کہ اُن کا علمی، فکری، معاشرتی، سیاسی اور عوام الناس کی خیر و بھلائی کے ضمن میں کیا کردار ہے؟

حضور غوث الاعظم کی شخصیت مبارکہ ہمہ جہتی اوصاف کی حامل ہے۔ ان جہات میں سے کرامات صرف ایک جہت ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضور غوث پاک ص کی تعلیمات کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جن کے ہم نام لیوا ہیں اور پوری دنیا جنہیں غوث الاعظم دستگیر اور پیران پیر کے نام سے یاد کرتی ہے، ان کی تعلیمات کیا ہیں اور ان کے ہاں تصوف، روحانیت اور ولایت کیا ہے؟

ہمارے ہاں معمول یہ ہے جب کبھی اِن بزرگان دین کے ایام منائے جاتے ہیں تو اس حوالے سے منعقدہ کانفرنسز اور اجتماعات میں ہمارا موضوع اکثر و بیشتر کرامات ہوتا ہے۔ کرامت سے کسی بھی ولی اللہ کا ایک گوشہ تو معلوم ہوتا ہے مگر یاد رکھ لیں کہ صرف کرامت کا نام ولایت نہیں اور ولایت صرف کرامت تک محدود و مقید نہیں۔ کرامت اولیاء اللہ کی زندگی میں بائی پروڈکٹ (By Product) کی سی حیثیت رکھتی ہے۔

جیسے کوئی شخص شوگر انڈسٹری لگاتا ہے تو شوگر (چینی) کو گنے سے بناتے ہوئے اس پروسز میں کئی چیزیں اور بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مقصود شوگر پیدا کرنا ہے مگر شوگر پیدا ہونے کے راستے میں کئی بائی پروڈکٹس بھی حاصل ہوتی ہیں۔ یہ اپنے آپ جنم لیتی ہیں۔ اِن سے کماحقہ مستفید ہونے کے لئے بعض اوقات اس کی چھوٹی موٹی انڈسٹری بھی اضافی لگالی جاتی ہیں۔ بائی پروڈکٹس خود مقصود بالذات نہیں ہوتیں۔

اولیاء کی زندگیوں میں کرامات کی حیثیت بائی پروڈکٹس کی ہوتی ہے، یہ کرامات اُن کا مقصود نہیں ہوتا۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جب گاڑی تیز رفتاری سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو تو اس کے دائیں بائیں یقیناً گرد، کنکریاں، گھاس، پھوس بھی اڑے گی، بس اسی طرح اولیاء کی تیز رفتار روحانی طاقت کے دوران دائیں بائیں جو کچھ اڑتا ہے وہ ان کی

کرامتیں ہوتی ہیں۔ یہ کرامات ہمارے لئے تو بڑا معنی رکھتی ہیں مگر ان کے ہاں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ ولی اللہ ان کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔

ولایت، کرامت سے بڑھ کر استقامت کا نام ہے:

حضور غوث پاک نے خود فرمایا اور جمیع اولیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ رب العزت اپنے اولیاء و صوفیاء کو فرماتا ہے کہ مجھے کرامتوں کی ضرورت نہیں بلکہ کرامت تو تمہارے نفس کی طلب ہے۔ کرامتوں میں نفس مشغول ہوتا ہے، مزہ لیتا ہے، واہ واہ کرتا ہے۔ اللہ کی طلب تو استقامت ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ نے فرمایا:

الإستقامة فوق الكرامة.

"اِستقامت کا درجہ کرامت سے اونچا ہے۔"

ولایت، کرامت کو نہیں کہتے بلکہ ولایت، استقامت کو کہتے ہیں۔ جب کرامت کا بیان ہوتا ہے تو یہ اولیائے کرام کی شان کا ایک گوشہ ہے، جس سے ان کی کسی ایک شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اصل مقام کا پتہ استقامت سے چلتا ہے۔ کتاب و سنت کی متابعت اور استقامت ہی سے ولایت کا دروازہ کھلتا اور اس میں عروج و کمال نصیب بنتا ہے۔

حضور غوث الاعظم، آئمہ محدثین و فقہاء کی نظر میں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا ایک عظیم اظہار ''علم'' کے باب میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ علمِ شریعت کے باب میں ان سے متعلقہ بہت سے اقوال صوفیاء و اولیاء کی کتابوں میں ہیں اور ہم لوگ بیان کرتے رہتے ہیں مگر اس موقع پر میں سیدنا غوث الاعظم ص کا مقامِ علم صرف آئمہ محدثین اور فقہاء کی زبان سے بیان کروں گا کہ آئمہ علم حدیث و فقہ نے ان کے بارے کیا فرمایا ہے، تاکہ کوئی رد نہ کر سکے۔ اس سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ کیا صرف عقیدت مندوں نے ہی آپ کا یہ مقام بنا رکھا ہے یا جلیل القدر آئمہ علم، آئمہ تفسیر، آئمہ حدیث نے بھی ان کے حوالے سے یہ سب بیان کیا ہے؟

یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضور غوث الاعظم ص نہ صرف ولایت میں غوث الاعظم تھے بلکہ آپ علم میں بھی غوث الاعظم تھے۔ اگر آپ کے علمی مقام کے پیش نظر آپ کو لقب دینا چاہیں تو آپ امام اکبر تھے۔ آپ جلیل القدر مفسر اور امامِ فقہ بھی تھے۔ اپنے دور کے جلیل القدر آئمہ آپ کے تلامذہ تھے جنہوں نے آپ سے علم الحدیث، علم التفسیر، علم

العقیدہ، علم الفقہ، تصوف، معرفت، فنی علوم، فتویٰ اور دیگر علوم پڑھے۔ حضور غوث الاعظم ص ہر روز اپنے درس میں تیرہ علوم کا درس دیتے تھے اور 90 سال کی عمر تک یعنی زندگی کے آخری لمحہ تک طلبہ کو پڑھاتے رہے۔

بغداد میں موجود آپ کا دارالعلوم حضرت شیخ حماد کا قائم کردہ تھا، جو انہوں نے آپ کو منتقل کیا۔ آپ کے مدرسہ میں سے ہر سال 3000 طلبہ جید عالم اور محدث بن کر فارغ التحصیل ہوتے تھے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی فتوحات کا راز

بہت عجیب تربات جس کا نہایت قلیل لوگوں کو علم ہوگا اور کثیر لوگوں کے علم میں شاید پہلی بار آئے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جب القدس فتح کیا تو جس لشکر کے ذریعے بیت المقدس فتح کیا، اس میں شامل لوگوں کی بھاری اکثریت حضور غوث الاعظم کے شاگردوں کی تھی۔ گویا آپ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ صرف صوفی ہی نہیں بلکہ عظیم مجاہد بھی تھے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی آدھی سے زائد فوج حضور غوث الاعظم کے عظیم مدرسہ کے طلبہ اور کچھ فیصد لوگ فوج میں وہ تھے جو امام غزالی کے مدرسہ نظامیہ کے فارغ التحصیل طلبہ تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے چیف ایڈوائزر امام ابن قدامہ المقدسی الحنبلی حضور سیدنا غوث الاعظم کے شاگرد اور خلیفہ ہیں۔ آپ براہِ راست حضور غوث پاک کے شاگرد، آپ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ گویا تاریخ کا یہ سنہرا باب جو سلطان صلاح الدین ایوبی نے رقم کیا وہ سیدنا غوث الاعظم کا فیض تھا۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن قدامہ المقدسی الحنبلی اور ان کے کزن امام عبدالغنی المقدسی الحنبلی دونوں حضور غوث الاعظم کے تلامذہ میں سے ہیں۔ یہ دونوں فقہ حنبلی کے جلیل القدر امام اور تاریخ اسلام کے جلیل القدر محدث ہیں۔

امام ابن قدامہ مقدسی کہتے ہیں کہ جب میں اور میرے کزن (امام عبدالغنی المقدسی) حضور غوث الاعظم کی بارگاہ میں کسبِ علم و فیض کے لئے پہنچے تو افسوس کہ ہمیں زیادہ مدت آپ کی خدمت میں رہنے کا موقع نہ ملا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 90 برس تھی، یہ آپ کی حیات ظاہری کا آخری سال تھا۔ اسی سال ہم آپ کی خدمت میں رہے، تلمذ کیا، حدیث پڑھی، فقہ حنبلی پڑھی، آپ سے اکتساب فیض کیا اور خرقہ خلافت و مریدی پہنا۔

امام الذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ امام ابن قدامہ الحنبلی المکی المقدسی فرماتے ہیں:

سیدنا غوث الاعظم ص کی کرامات جتنی تواتر سے ہم تک پہنچی ہیں اور جتنی متواتر النقل ہیں، ہم نے پہلے اور بعد میں آج تک روئے زمین کے کسی ولی اللہ کی کرامتوں کا اتنا تواتر نہیں سنا۔ ہم آپ کے شاگرد تھے اور آپ کے مدرسہ کے حجرہ میں رہتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم اپنے بیٹے یحیٰی بن عبد القادر کو بھیجتے اور وہ ہمارے چراغ جلا جاتا تھا۔ یہ تواضع، انکساری، ادب، خلق تھا کہ بیٹا چراغ جلا جاتا اور گھر سے درویشوں کے لیے کھانا پکا کر بھیجتے تھے۔ نماز ہمارے ساتھ آ کر پڑھتے اور ہم آپ سے اسباق پڑھتے تھے۔

علامہ ابن تیمیہ اور غوث اعظم

امام ابن قدامہ المقدسی ایک واسطہ سے علامہ ابن تیمیہ کے دادا شیخ ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے شیخ کا نام الشیخ عزالدین عبد اللہ بن احمد بن عمر الفاروثی ہے۔ بغداد میں انہوں نے سیدنا شیخ شہاب الدین عمر سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کا خرقہ پہنا۔ گویا ایک طریق سے ان کا سلسلۂ طریقت سہر وردیہ ہو گیا۔ شیخ عزالدین الفاروثی، امام موفق الدین ابی محمد بن قدامہ المقدسی کے خلیفہ اور مرید بھی ہیں اور ابن قدامہ المقدسی، سیدنا غوث الاعظم کے خلیفہ اور شاگرد ہیں۔ جنہوں نے طریقہ قادریہ میں خود غوث الاعظم سے خرقہ پہنا۔

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ علامہ ابن تیمیہ کو ان کی وصیت کے مطابق دمشق میں صوفیاء کے لئے وقف قبرستان مقابر الصوفیہ میں دفنایا گیا۔ اس کو امام ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ''، امام ابن حجر عسقلانی نے ''الدرر الکاملہ''، امام ذہبی نے ''العبر'' اور کل محدثین جنہوں نے علامہ ابن تیمیہ کے احوال لکھے، تمام نے بلا اختلاف اس کو بیان کیا ہے۔ یہ قبرستان صرف صوفیائے کرام کے لئے وقف تھا، وہاں دیگر علماء کی تدفین نہیں ہوتی تھی۔ آج کے دن تک علامہ ابن تیمیہ کی قبر مقابر صوفیا میں ہے۔ بعد ازاں ان کے بیٹے کی وفات ہوئی تو وہ بھی مقابر صوفیا میں دفن ہوئے۔

علامہ ابن تیمیہ کا حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اظہار عقیدت

علامہ ابن تیمیہ کے شیخ، امام ابن قدامہ کے شاگرد تھے اور امام ابن قدامہ، حضور غوث الاعظم کے مرید تھے۔ علامہ ابن تیمیہ سیدنا غوث الاعظم کے عظیم عقیدت مندوں میں سے تھے۔ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب "الاستقامۃ" دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اولیاء و صوفیاء میں سے سب سے زیادہ محبت و عقیدت سے جس شخصیت کا نام علامہ ابن تیمیہ نے لیا وہ حضور سیدنا غوث الاعظم ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غوث، قطب، ابدال کے ٹائٹل ہمارے من گھڑت ہیں

اور اکابر علماء، محدثین ان کو مانتے نہیں تھے۔ سن لیں! علامہ ابن تیمیہ، غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نام اس طرح لکھتے ہیں:

"قطب العارفين ابامحمد بن عبدالقادر بن عبدالله الجيلى"

"قطب العارفین (سارے عارفوں کے اولیاء کے قطب) سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی"۔

یعنی وہ حضور غوث الاعظم کے نام کو اس طرح القاب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جبکہ باقی کسی صوفی اور اولیاء میں سے کسی کا نام اس کے ٹائٹل کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ جس کا بھی ذکر کریں گے تو صرف اس صوفی یا ولی کا نام لکھ کر ان کی کسی بات کو نقل کریں گے۔ مثلاً

"نقل شهاب الدين ابو حفص عمر بن محمد السهروردي... نقل ابو القاسم القشيري... نقل ابو عبد الرحمن السلمي... نقل بشر الحافي... قال الحارث المحاسبي... قال الجنيد البغدادي...

مگر سیدنا غوث الاعظم کی بات آئے تو **"الشیخ"** لکھیں گے یا **"قطب العارفین"** لکھیں گے یعنی ٹائٹل کے ساتھ نام لکھیں گے۔

سیدنا غوث الاعظم کا ایک کشف اور کرامت علامہ ابن تیمیہ الاستقامۃ کے صفحہ 78 پر بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھتے ہیں:

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اوائل عمر میں ہی علوم کی کتب پڑھ لینے کے بعد میں علم الکلام، فلسفہ، منطق وغیرہ پڑھنا چاہتا تھا۔ اس حوالے سے میں متردد تھا کہ کس کتاب سے آغاز کروں؟

امام الحرمین الجوینی کی کتاب "الارشاد" پڑھوں یا امام شہرستانی کی کتاب "نہایۃ الاقدام" پڑھوں؟

یا اپنے شیخ ابو نجیب سہروردی (اپنے وقت کے کامل اقطاب اور اولیاء میں سے تھے، یہ ان کے چچا بھی تھے اور شیخ بھی تھے) کی کتاب پڑھوں؟

میری یہ متردد صورتِ حال دیکھ کر میرے شیخ امام نجیب الدین سہروردی مجھے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوئے۔ میرے شیخ حضرت ابو نجیب سہروردی، حضور غوث پاک کی بارگاہ میں جا کر ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے۔ خیال تھا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب مجلس ہو گی تو ہم حضور غوث الاعظم سے عرض کریں گے اور رہنمائی لیں گے اور پھر آپ جو فرمائیں گے وہ کتاب میں شروع کروں گا۔ ابھی ہم حاضر ہی ہوئے تھے، نماز بھی نہ ہوئی تھی اور مجلس

بھی نہ ہوئی تھی، صرف خیال دل میں تھا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے دیکھتے ہی غوث الاعظم میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے فرمایا: "یاعمر ماھو من زاد القبر ماھو من زاد القبر"

جو کتابیں تم پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہو کیا یہ قبر میں بھی کام نہیں آئیں گی۔ یعنی جو علم الکلام، منطق، فلسفہ، کلام کی کتابیں تم پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہو اور تم پوچھنے آئے ہو، یہ قبر میں کام نہیں آئیں گی۔

شیخ سہروردی فرماتے ہیں: "فرجعت عن ذالک"

میں سمجھ گیا کہ حضور غوث الاعظم کو کشف ہو گیا ہے اور میرے قلب کا حال جان کر تصحیح کر دی۔ پھر میں نے اس علم کے حصول سے توبہ کر لی۔

اس واقعہ کو روایت کرنے کے بعد علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"ان الشیخ کاشفہ بما کان فی قلبہ"

"جو ان کے دل میں تھا، شیخ عبد القادر جیلانی کو اس کا کشف ہو گیا"۔

ایک مقام پر علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"کان شیخ عبد القادر الجیلی أعظم مشائخهم، مشائخ زمانهم أمرا بالالتزام بالشرع والأمر والنهی وتقدیمه علی الذوق والقدر ومن أعظم الشیخ من ترک الهواء والارادة النفسه"

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک:

محدثین اور آئمہ سیدنا غوث اعظم کی مجلس میں بیٹھ کر آپ سے تلمذ کرتے۔ ستر ہزار حاضرین ایک وقت میں آپ کی مجلس میں بیٹھتے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے "مناقب شیخ عبد القادر جیلانی" میں لکھا ہے کہ ستر ہزار کا مجمع ہوتا، (اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر نہیں تھے) جو آواز ستر ہزار کے اجتماع میں پہلی صف کے لوگ سنتے اتنی آواز ستر ہزار کے اجتماع کی آخری صف کے لوگ بھی سنتے۔ اس مجلس میں امام ابن جوزی جیسے ہزارہا محدثین، آئمہ فقہ، متکلم، نحوی، فلسفی، مفسر بیٹھتے اور اکتسابِ فیض کرتے تھے۔

سیدنا غوث الاعظم ایک مجلس میں قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر فرمارہے تھے۔ امام ابن جوزی بھی اس محفل میں موجود تھے۔ اس آیت کی گیارہ تفاسیر تک تو امام ابن جوزی اثبات میں جواب دیتے رہے کہ مجھے یہ تفاسیر معلوم ہیں۔ حضور غوث الاعظم نے اس آیت کی چالیس تفسیریں الگ الگ بیان کیں۔ امام ابن جوزی گیارہ تفاسیر کے بعد چالیس تفسیروں

تک "نہ" ہی کہتے رہے یعنی پہلی گیارہ کے سوا باقی انتیس تفسیریں مجھے معلوم نہ تھیں۔ امام ابن جوزی کا شمار صوفیاء میں نہیں ہے بلکہ آپ جلیل القدر محدث ہیں، اسماء الرجال، فن اسانید پر بہت بڑے امام اور اتھارٹی ہیں۔ سیدنا غوث الاعظم چالیس تفسیریں بیان کر چکے تو فرمایا:

"الآن نرجع من القال إلى الحال"

"اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی تفسیروں کی طرف آتے ہیں۔"

جب حال کی پہلی تفسیر بیان کی تو پورا مجمع تڑپ اٹھا، چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ امام ابن جوزی بھی تڑپ اٹھے۔ محدث زماں نے اپنے کپڑے پکڑ کر پرزے پرزے کر دیئے اور وجد کے عالم میں تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے نیچے گر پڑے۔ یہ امام ابن جوزی کا حال ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الاعظم:

امام یافعی (جن کی کتاب کی امام ابن حجر عسقلانی نے "التلخیص الخبیر" کے نام سے تلخیص کی) فرماتے ہیں:

"اجتمع عنده من العلماء والفقهاء والصلحا جماعة كثيرون انتفعوا بكلامه وصحبته ومجالسته وخدمته وقاصد إليه من طلب العلم من الآفاق"

شرق تا غرب پوری دنیا سے علماء، فقہاء، محدثین، صلحا اور اہل علم کی کثیر جماعت اطراف واکناف سے چل کر آتی اور آپ کی مجلس میں زندگی بھر رہتے، علم حاصل کرتے۔ حدیث لیتے، سماع کرتے اور دور دراز تک علم کا فیض پہنچتا۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم کا قبول عام اتنا وسیع تھا اور آپ کی کراماتِ ظاہرہ اتنی تھیں کہ اول سے آخر کسی ولی اللہ کی کرامات اس مقام تک نہیں پہنچیں۔

امام یافعی شعر میں اس انداز میں حضور غوث پاک کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں کہ

غوث الوراء، غيث النداء نور الهدى
بدر الدجى شمس الضحى بل الانور

(مرآۃ الجنان، 3: 349)

بعض لوگ نادانی میں کہتے ہیں کہ آپ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم کہتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ غوث، اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ غور کریں کہ امام، محدث اور امام فقہ ان کو غوث کہتے تھے۔ غوث الوریٰ کا مطلب ہے ساری خلق

کے غوث۔ اسی طرح غیث النداء، نور الہدیٰ بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ یہ تمام الفاظ ان آئمہ کی حضور غوث الاعظم سے عقیدت کا مظہر ہیں۔

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور غوث اعظم

علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد، حافظ ابن کثیر اپنی کتاب البدایہ والنہایہ جلد 12 صفحہ 252 پر کہتے ہیں:

حضور غوث اعظم سے خلقِ خدا نے اتنا کثیر نفع پایا جو ذکر سے باہر ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ آپ کے احوال صالحہ تھے اور مکاشفات و کرامات کثیرہ تھیں۔

امام ابنِ رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک

امام ابن قدامہ اور ابن رجب حنبلی وہ علماء ہیں جو علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم کے اساتذہ ہیں اور ان کو سلفی شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سلفی نہیں بلکہ غوث پاک کے مرید ہیں۔ لوگوں کے مطالعہ کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ غلط مباحث جنم لیتی ہیں۔ امام ابن رجب الحنبلی کو بھی پوری سلفیہ لائن کا امام سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے زیل الطبقات الحنابلہ میں سیدنا غوث اعظم کے حوالے سے بیان کیا:

"کان ھو زاھد شیخ العصر و قدوۃ العارفین و سلطان المشائخ و سید اھل الطریقہ محی الدین ابو محمد صاحب المقامات و الکرامات و العلوم و المعارف و الاحوال المشھورۃ"

(ابن رجب الحنبلي، زیل الطبقات الحنابلہ، 2: 188)

یہ صرف نام کے القاب نہیں بلکہ یہ حضور غوث الاعظم کا مقام ہے جسے امام ابن رجب حنبلی نے بیان کیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الاعظم

امام ذہبی (جلیل القدر محدث) سیر اعلام النبلاء میں بیان کرتے ہیں کہ:

"لیس في کبائر المشائخ من لہ احوال و کرامات اکثر من الشیخ عبد القادر الجیلانی"

"کبائر مشائخ اور اولیاء میں اول تا آخر کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کی کرامتیں شیخ عبد القادر جیلانی سے بڑھ کر ہوں"۔

امام العز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ اور غوث اعظم

شافعی مذہب میں امام العزبن عبد السلام بہت بڑے امام اور اتھارٹی ہیں۔ سعودی عرب میں بھی ان کا نام حجت مانا جاتا ہے۔ یہ وہ نام ہیں جن کو رد کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ امام العزبن عبد السلام کا قول امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں:

"ما نقلت إلینا کرامات أحد بالتواتر إلا شیخ عبد القادر الجیلانی"

" آج تک اولیاء کرام کی پوری صف میں کسی ولی کی کرامتیں تواتر کے ساتھ اتنی منقول نہیں ہوئیں جتنی شیخ عبد القادر الجیلانی کی ہیں اور اس پر اتفاق ہے"۔

امام یحیٰی بن نجاح الادیب رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک

جلیل القدر علماء آپ کی بار گاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوتے۔ ابو البقا بیان کرتے ہیں کہ میں نے نحو، شعر، بلاغت اور ادب میں اپنے وقت کے امام یحیٰی بن نجاح الادیب سے سنا کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مجلس میں گیا، ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق جاتا تھا، میں گیا اور میں نے چاہا کہ میں دیکھوں کہ غوث الاعظم اپنی گفتگو میں کتنے شعر سناتے ہیں۔ وہ چونکہ خود ادیب تھے لہذا اپنے ذوق کے مطابق انہوں نے اس امر کا ارادہ کیا۔ صاف ظاہر ہے حضور غوث الاعظم اپنے درس کے دوران جو اشعار پڑھتے تھے وہ اپنے بیان کردہ علم کی کسی نہ کسی شق کی تائید میں پڑھتے تھے۔ درس کے دوران اکابر، اجلاء، ادبا اور شعراء کو پڑھنے سے مقصود بطور اتھارٹی ان کو بیان کرنا تھا تاکہ نحو دین، فقہ، بلاغت، لغت، معانی کا مسئلہ دور جاہلیت کے شعراء کے شعر سے ثابت ہو، یہ بہت بڑا کام ہے۔

امام النحو والادب یحیٰی بن نجاح الادیب بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں گیا اور سوچا کہ آج ان کے بیان کردہ اشعار کو گنتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں دھاگہ ساتھ لے گیا کہ ہاتھ پر گنتے گنتے بھول جاؤں گا۔ جب آپ ایک شعر پڑھتے تو میں دھاگہ پر ایک گانٹھ دے دیتا تاکہ آخر پر گنتی کر لوں۔ جب آپ اگلا شعر پڑھتے تو پھر دھاگہ پر گانٹھ دے لیتا۔ اس طرح میں آپ کے شعروں پر دھاگہ پر گانٹھ دیتا رہا۔ اپنے کپڑوں کے نیچے میں نے دھاگہ چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ جب میں نے دھاگہ پر کافی گانٹھیں دے دیں تو سیدنا غوث اعظم ستر ہزار کے اجتماع میں میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھ کر فرمایا:

"انا احل و انت تاکد"

"میں گانٹھیں کھولتا ہوں اور تم گانٹھیں باندھتے ہو"۔ (سیر اعلام النبلاء، 20: 448)

یعنی میں الجھے ہوئے مسائل سلجھارہاہوں اور تم گانٹھیں باندھنے کے لیے بیٹھے ہو۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت کھڑے ہو کر توبہ کرلی۔ اندازہ لگائیں یہ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئمہ کا حال تھا۔

امام ابو محمد خشاب نحوی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث اعظم

امام الحافظ عبد الغنی المقدسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس دور کے بغداد کے نحو کے امام ابو محمد خشاب نحوی سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نحو کا امام تھا، غوث اعظم کی بڑی تعریف سنتا مگر کبھی ان کی مجلس میں نہیں گیا تھا۔ یہ نحوی لوگ تھے، اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ ضرب یضرب میں لگے رہتے ہیں، انہیں ایک ہی ضرب آتی ہے، دوسری ضرب یعنی ضرب قلب سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن خیال آیا آج جاؤں اور سنوں تو سہی شیخ عبد القادر جیلانی کیا کہتے ہیں؟ میں گیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں سننے لگا۔

میں نحوی تھا، اپنے گھمنڈ میں تھالہذا مجھے ان کا کلام کوئی بہت زیادہ شاندار نہ لگا۔ میں نے دل میں کہا:

"آج کا دن میں نے ضائع کر دیا"۔

بس اتنا خیال دل میں آنا تھا کہ منبر پر دوران خطاب سیدنا غوث الاعظم مجھے مخاطب ہو کر بولے:

اے محمد بن خشاب نحوی! تم اپنی نحو کو خدا کے ذکر کی مجلسوں پر ترجیح دیتے ہو۔ یعنی جس سیبویہ (امام النحو، نحو کے موضوع پر "الکتاب" کے مصنف) کے پیچھے تم پھرتے ہو، ہم نے وہ سارے گزارے ہوئے ہیں۔ آؤ ہمارے قدموں میں بیٹھو تمہیں نحو بھی سکھادیں گے۔ امام محمد بن خشاب نحوی کہتے ہیں کہ میں اسی وقت تائب ہو گیا۔ آپ کی مجلس میں گیا اور سالہا سال گزارے۔ خدا کی قسم ان کی صحبت اور مجلس سے اکتساب کے بعد نحو میں وہ ملکہ نصیب ہوا جو بڑے بڑے آئمہ نحو کی کتابوں سے نہ مل سکا تھا۔

ان حوالہ جات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پتہ چلے کہ آئمہ حدیث وفقہ نے حضور غوث الاعظم کے علمی مقام و مرتبہ کو نہ صرف بیان کیا بلکہ آپ کو علم میں اتھارٹی تسلیم کیا ہے۔ مذکورہ جملہ بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کل امام کرامتوں کو ماننے والے تھے، اولیاء کو ماننے والے تھے اور سیدنا غوث الاعظم کے عقیدت مند تھے۔ یہ کہنا کہ حضور غوث الاعظم کے مقام و مرتبہ اور ان کے القابات کو اعلیٰ حضرت نے یا ہم نے گڑھ لیا ہے، نہیں، ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ حدیث، فقہ، تفسیر اور عقیدہ کے کل آئمہ نو سو سال سے ان کی شان اسی طرح بیان کرتے چلے آئے ہیں۔

ملفوظاتِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اللہ عزوجل کی اطاعت کرو:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے، اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ تو اللہ عزوجل کا بندہ ہے اور اللہ عزوجل ہی کی ملکیت میں ہے، اس کی کسی چیز پر اپنا حق ظاہر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اُس کا ادب کرنا چاہیے کیوں کہ اس کے تمام کام صحیح ودرست ہوتے ہیں، اللہ عزوجل کے کاموں کو مقدم سمجھنا چاہیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر قسم کے امور سے بے نیاز ہے اور وہ ہی نعمتیں اور جنت عطا فرمانے والا ہے، اور اس کی جنت کی نعمتوں کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ اس نے اپنے بندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کچھ چھپا رکھا ہے، اس لئے اپنے تمام کام اللہ عزوجل ہی کے سپرد کرنا چاہیے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا فضل ونعمت تم پر پورا کرنے کا عہد کیا ہے اور وہ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔ بندے کا شجرِ ایمانی اس کی حفاظت اور تحفظ کا تقاضا کرتا ہے، شجرِ ایمانی کی پرورش ضروری ہے، ہمیشہ اس کی آبیاری کرتے رہو، اسے (نیک اعمال کی) کھاد دیتے رہو تاکہ اس کے پھل پھولیں اور میوے برقرار رہیں اگر یہ میوے اور پھل گر گئے تو شجرِ ایمانی ویران ہو جائے گا اور اہلِ ثروت کے ایمان کا درخت حفاظت کے بغیر کمزور ہے لیکن تفکرِ ایمانی کا درخت پرورش اور حفاظت کی وجہ سے طرح طرح کی نعمتوں سے فیضیاب ہے، اللہ عزوجل اپنے احسان سے لوگوں کو توفیق عطا فرماتا ہے اور ان کو ارفع واعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے۔"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر، سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ اور اس کے دربار میں عاجزی سے معذرت کرتے ہوئے اپنی حاجت دکھاتے ہوئے عاجزی کا اظہار کر، آنکھوں کو جھکاتے ہوئے اللہ عزوجل کی مخلوق کی طرف سے توجہ ہٹا کر اپنی خواہشات پر قابو پاتے ہوئے دنیا و آخرت میں اپنی عبادت کا بدلہ نہ چاہتے ہوئے اور بلند مقام کی خواہشات دل سے نکال کر رب العالمین زوجل کی عبادت وریاضت کرنے کی کوشش کرو۔

(فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، ص ۴۴)

ایک مومن کو کیسا ہونا چاہیے؟

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی دس سرہ النورانی کا فرمان عالی شان ہے:

"محبت الٰہی کا تقاضا ہے کہ تو اپنی نگاہوں کو اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف لگا دے اور کسی کی طرف نگاہ نہ ہو یوں کہ اندھوں کی مانند ہو جائے، جب تک تو غیر کی طرف دیکھتا رہے گا اللہ عزوجل کا فضل نہیں دیکھ پائے گا پس تو اپنے نفس کو

مٹا کر اللہ عزوجل ہی کی طرف متوجہ ہو جا، اس طرح تیرے دل کی آنکھ فضلِ عظیم کی جانب کھل جائے گی اور تو اِس کی روشنی اپنے سر کی آنکھوں سے محسوس کریگا اور پھر تیرے اندر کا نور باہر کو بھی منور کر دے گا، عطائے الٰہی سے تُو راحت و سکون پائے گا اور اگر تُو نے نفس پر ظلم کیا اور مخلوق کی طرف نگاہ کی تو پھر اللہ عزوجل کی طرف سے تیری نگاہ بند ہو جائے گی اور تجھ سے فضلِ خداوندی رُک جائے گا۔"

تو دنیا کی ہر چیز سے آنکھیں بند کرلے اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھ جب تک تُو چیز کی طرف متوجہ رہے گا تو اللہ عزوجل کا فضل اور قرب کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گی، توحید، قضائے نفس، محویت ذات کے ذریعے دوسرے راستے بند کر دے تو تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا عظیم دروازہ کھل جائے گا تو اسے ظاہری آنکھوں سے دل، ایمان اور یقین کے نور سے مشاہدہ کریگا۔

مزید فرماتے ہیں:

تیرا نفس اور اعضاء غیر اللہ کی عطا اور وعدہ سے آرام و سکون نہیں پاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے آرام و سکون پاتے ہیں۔ (فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، ص ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ کے ولی کا مقام:

شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد مبارک ہے:

"جب بندہ مخلوق، خواہشات، نفس، ارادہ، اور دنیا و آخرت کی آرزوؤں سے فنا ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا اور یہ تمام چیز اس کے دل سے نکل جاتی ہیں تو وہ اللہ عزوجل تک پہنچ جاتا ہے، اللہ پاک اسے محبوب و مقبول بنالیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور مخلوق کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر بندہ ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ صرف اللہ عزوجل اور اس کے قرب کو محبوب رکھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اس پر سایہ فگن ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اللہ عزوجل نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ عزوجل اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اس سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ رحمت الٰہی عزوجل کے یہ دروازے کبھی اس پر بند نہیں ہوں گے اس وقت وہ اللہ عزوجل کا ہو کر رہ جاتا ہے، اس کے ارادہ سے ارادہ کرتا ہے اور اس کے تدبر سے تدبیر کرتا ہے، اس کی چاہت سے چاہتا ہے، اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے، اور صرف اللہ عزوجل کے حکم کی پابندی کرتا ہے۔

(فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، المقالہ السادسۃ والخمسون، ص ۱۰۰)

طریقت کے راستے پر چلنے کا نسخہ:

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر انسان اپنی طبعی عادات کو چھوڑ کر شریعتِ مطہرہ کی طرف رجوع کرے تو حقیقت میں یہی اطاعت الٰہی عزوجل ہے، اس سے طریقت کا راستہ آسان ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (پ۲۸، الحشر:۷)

کیونکہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، دل میں اللہ پاک کی وحدانیت کے سوا کچھ نہیں رہنا چاہیے ،اس طرح تُو فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہو جائے گا اور تیرے مراتب سے تمام حصے تجھے عطا کیے جائیں گے اللہ پاک تیری حفاظت فرمائے گا اور موافقتِ خداوندی حاصل ہو گی۔

اللہ عزوجل تجھے گناہوں سے محفوظ فرمائے گا اور تجھے اپنے فضل عظیم سے استقامت عطا فرمائے گا، تجھے دین کے تقاضوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے ان اعمال کو شریعت کی پیروی کرتے ہوئے بجالانا چاہیے ،بندے کو ہر حال میں اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی رہنا چاہیے، اللہ عزوجل کی نعمتوں سے شریعت کی حدود ہی میں رہ کر لطف و فائدہ اٹھانا چاہیے اوران دنیوی نعمتوں سے تو حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی حدودِ شرع میں رہ کر فائدہ اٹھانے کی ترغیب دلائی ہے چنانچہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

"خوشبو اور عورت مجھے محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقائق، الفصل الثالث، الحدیث ۵۲۶۱، ج۲، ص۲۵۸)

لہٰذا ان نعمتوں پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا واجب ہے، اللہ عزوجل کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو نعمتِ الٰہیہ حاصل ہوتی ہے اور وہ اس کو اللہ عزوجل کی حدود میں رہ کر استعمال فرماتے ہیں، انسان کے جسم وروح کی ہدایت ورہنمائی کا مطلب یہ ہے کہ اعتدال کے ساتھ احکامِ شریعت کی تعمیل ہوتی رہے اور اس میں سیرتِ انسانی کی تکمیل جاری وساری رہتی ہے۔ (فتوح الغیب: صفحہ ۷۲)

رضائے الٰہی عزوجل:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کوئی دعا قبول فرماتا ہے اور جو چیز بندے نے اللہ تعالیٰ سے طلب کی وہ اسے عطا کرتا ہے تو اس سے ارادہ خداوندی میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ نوشتہ تقدیر نے جو لکھ دیا ہے اس کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ اس کا سوال اپنے وقت پر رب تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہوتا ہے اس لیے قبول ہو جاتا ہے اور روز ازل سے جو چیز اس کے مقدر میں ہے وقت آنے پر اسے مل کر رہتی ہے۔ (فتوح العیوب مع قلائد الجواہر، المقالۃ الثامنۃ والستون، ص ۱۱۵)

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں ہے، اللہ عزوجل جو چاہتا کرتا ہے، جسے چاہے اپنی رحمت سے نواز دے اور جسے چاہے عذاب میں مبتلا کر دے، عرش سے فرش اور تحت الثریٰ تک جو کچھ ہے وہ سب کا سب اللہ عزوجل کے قبضے میں ہے، ساری مخلوق اسی کی ہے، ہر چیز کا خالق وہ ہی ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے تو ان سب کے باوجود تُو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے؟"

اللہ عزوجل جسے چاہے اور جس طرح چاہے حکومت و سلطنت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے، اللہ عزوجل کی بہتری سب پر غالب ہے اور وہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔" (فتوح الغیب: صفحہ ۸۰)

ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرو:

حضور سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"پروردگار سے اپنے سابقہ گناہوں کی بخشش اور موجودہ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے سوا اور کچھ نہ مانگ، حسن عبادت، احکام الٰہی پر عمل کر، نافرمانی سے بچنے قضاء وقدر کی سختیوں پر رضامندی، آزمائش میں صبر، نعمت و بخشش کی عطا پر شکر کر، خاتمہ بالخیر اور انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء صالحین جیسے رفیقوں کی رفاقت کی توفیق طلب کر، اور اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب نہ کر، اور آزمائش و تنگ دستی کے بجائے تونگر و دولت مندی نہ مانگ، بلکہ تقدیر اور تدبیر الٰہی عزوجل پر رضامندی کی دولت کا سوال کر۔ اور جس حال میں اللہ تعالیٰ نے تجھے رکھا ہے اس پر ہمیشہ کی حفاظت کی دعا کر، کیونکہ تُو نہیں جانتا کہ

ان میں تیری بھلائی کس چیز میں ہے، محتاجی و فقر فاقہ میں ہے یا دولت مندی اور تونگری میں آزمائش میں یا عافیت میں ہے ،اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اشیاء کا علم چھپا کر رکھا ہے۔ ان اشیاء کی بھلائیوں اور برائیوں کے جاننے میں وہ یکتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس حال میں صبح کروں گا آیا اس حال پر جس کو میری طبیعت ناپسند کرتی ہے، یا اس حال پر کہ جس کو میری طبیعت پسند کرتی ہے، کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ میری بھلائی اور بہتری کس میں ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر رضامندی اس کی پسندیدگی اور اختیار اور اس کی قضاء پر اطمینان و سکون ہونے کے سبب فرمائی۔

(فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، المقالۃ التاسعۃ والستون، ص ۱۱۷)

محبت کیا ہے؟

ایک دفعہ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی سے دریافت کیا گیا:

"محبت کیا ہے؟"

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"محبت، محبوب کی طرف سے دل میں ایک تشویش ہوتی ہے پھر دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے جیسے انگوٹھی کا حلقہ یا چھوٹا سا ہجوم، محبت ایک نشہ ہے جو ہوش ختم کر دیتا ہے، عاشق ایسے محو ہیں کہ اپنے محبوب کے مشاہدہ کے سوا کسی چیز کا انہیں ہوش نہیں، وہ ایسے بیمار ہیں کہ اپنے مطلوب (یعنی محبوب) کو دیکھے بغیر تندرست نہیں ہوتے، وہ اپنے خالق عزوجل کی محبت کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے اور اُس کے ذکر کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۲۹)

توکُّل کی حقیقت:

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے توکُّل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"دل اللہ پاک کی طرف لگا رہے اور اس کے غیر سے الگ رہے۔" نیز ارشاد فرمایا:

"توکل یہ ہے کہ جن چیزوں پر قدرت حاصل ہے ان کے پوشیدہ راز کو معرفت کی آنکھ سے جھانکنا اور "مذہب معرفت" میں دل کے یقین کی حقیقت کا نام اعتقاد ہے کیوں کہ وہ لازمی امور ہیں ان میں کوئی اعتراض کرنے والا نقص نہیں نکال سکتا۔" (بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ۔۔۔۔۔ص ۲۳۲)

توکل اور اخلاص:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا:

"توکل کیا ہے؟"

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"توکل کی حقیقت اخلاص کی حقیقت کی طرح ہے اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی عمل، عوض یعنی بدلہ حاصل کرنے کے لئے نہ کرے اور ایسا ہی توکل ہے کہ اپنی ہمت کو جمع کر کے سکون سے اپنے رب عزوجل کی طرف نکل جائے۔" (المرجع السابق، ص ۲۳۳)

دُنیا کو دل سے نکال دو:

حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دنیا کے بارے میں پوچھا گیا:

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"دنیا کو اپنے دل سے مکمل طور پر نکال دے پھر وہ تجھے ضرر یعنی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۳۳)

شکر کیا ہے؟

سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکر کے بارے میں دریافت کیا گیا:

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عاجزی کرتے ہوئے نعمت دینے والے کی نعمت کا اقرار ہو اور اسی طرح عاجزی کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے احسان کو مانے اور یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ادا کرنے سے عاجز ہے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۳۴)

صبر کی حقیقت:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"صبر یہ ہے کہ بلاو مصیبت کے وقت اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ادب رکھے اور اُس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کردے۔" (بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۳۴)

صدق کیا ہے؟

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صدق کے بارے میں دریافت کیا گیا:

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

(۱)۔۔۔۔۔اقوال میں صدق تو یہ ہے کہ دل کی موافقت قول کے ساتھ اپنے وقت میں ہو۔

(۲)۔۔۔۔۔اعمال میں صدق یہ ہے کہ اعمال اس تصور کے ساتھ بجالائے کہ اللہ عزوجل اس کو دیکھ رہا ہے اور خود کو بھول جائے۔

(۳)۔۔۔۔۔احوال میں صدق یہ ہے کہ طبیعتِ انسانی ہمیشہ حالتِ حق پر قائم رہے اگرچہ دشمن کا خوف ہو یا دوست کا ناحق مطالبہ ہو۔" (المرجع السابق، ص ۲۳۵)

وفا کیا ہے؟

حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی سے دریافت کیا گیا :

وفا کیا ہے؟

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"وفا یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں میں اللہ عزوجل کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نہ تو دل میں اِن کے وسوسوں پر دھیان دے اور نہ ہی ان پر نظر ڈالے اور اللہ عزوجل کی حدود کی اپنے قول اور فعل سے حفاظت کرے، اُس کی رضا والے کاموں کی طرف ظاہر و باطن سے پورے طور پر جلدی کی جائے۔"

(بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۳۵)

وجد کیا ہے؟

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وجد کے بارے میں دریافت کیا گیا:

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"روح اللہ پاک کے ذکر کی حلاوت میں مستغرق ہو جائے اور حق تعالیٰ کے لئے سچے طور پر غیر کی محبت دل سے نکال دے۔" (بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، ص ۲۳۶)

خوف کیا ہے؟

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوف کے متعلق دریافت کیا گیا:

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"اس کی بہت سی قسمیں ہیں:

(۱) خوف۔۔۔۔۔۔ یہ گنہگاروں کو ہوتا ہے۔

(۲) رہبہ۔۔۔۔۔۔ یہ عابدین کو ہوتا ہے۔

(۳) خشیت۔۔۔۔۔۔ یہ علماء کو ہوتی ہے۔

"نیز ارشاد فرمایا:

"گنہگار کا خوف عذاب سے، عابد کا خوف عبادت کے ثواب کے ضائع ہونے سے اور عالم کا خوف طاعات میں شرک خفی سے ہوتا ہے۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"عاشقین کا خوف ملاقات کے فوت ہونے سے ہے اور عارفین کا خوف ہیبت و تعظیم سے ہے اور یہ خوف سب سے بڑھ کر ہے کیوں کہ یہ کبھی دور نہیں ہوتا اور ان تمام اقسام کے حاملین جب رحمت و لطف کے مقابل ہو جائیں تو تسکین پا جاتے ہیں۔" (المرجع السابق)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھانا جو کہ طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ ہو کہ تو اللہ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرے اور اس کے تمام احکام کی حفاظت کرے اور اگر تیری طرف سے شریعت کی

حدود میں سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے اور بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے لٰھذا تو فوراً شریعت کے حکم کی طرف لوٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت باطل ہے"

(طبقات الاولیاء از امام عبد الوہاب شعرانی جلد ا ص ۱۳۱ مطبوعہ مصر)

سعادت مند کے لئے حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول ہی کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرمادیا ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جب تو اپنے دل میں کسی کی محبت یا دشمنی پائے تو اس کے کاموں کو قرآن و حدیث پر پیش کر اگر قرآن و حدیث کی رو سے پسندیدہ ہوں تو تُو اس سے محبت کر اور اگر اس اعتبار سے ناپسندیدہ ہوں تو اسے ناپسند کر تا کہ اپنی خواہش سے نہ کسی کو دوست رکھے نہ دشمن۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دے گی خدا کی راہ سے"۔

(طبقاتِ کبریٰ ص ۱۳۰)

ولی کی کرامت

حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ولایت نبوت کا عکس ہے اور نبوت الوہیت کا عکس ہے اور **ولی کی (اصل) کرامت یہ ہے کہ اس کا ہر فعل نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہو**"۔ (بہجۃ الاسرار ص ۳۹ مطبوعہ مصر)

شریعت کی اہمیت

حضور سیدنا محی الدین' محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"شریعت وہ حکم ہے جس کے قہر کی تلوار اپنے مخالف و مقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی مضبوط ڈوری پکڑے ہوئے ہیں۔ **دونوں جہاں کے کاموں کا دارومدار فقط شریعت پر ہے اور شریعت کی ڈوریوں سے ہی دونوں جہاں کی منزلیں وابستہ ہیں**"۔ (بہجۃ الاسرار ص ۴۰ مطبوعہ مصر)

حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"پاکیزہ شریعتِ محمدیہ ﷺ دین اسلام کا پھلدار درخت ہے شریعت وہ سورج ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں **شریعت کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے۔ خبردار اس کے دائرے سے باہر نہ جانا خبردار اہل شریعت کی جماعت سے باہر نہ جانا"۔** (بہجۃ الاسرار ص ۴۹ مطبوعہ مصر)

حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ بندگی کے قانون کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رکھنا ہے" (بہجۃ الاسرار ص ۵۰ مطبوعہ مصر)

بغیر علم عبادت

حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"(علمِ) فقہ سیکھو اس کے بعد خلوت نشیں ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرتا ہے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو"۔ (بہجۃ الاسرار ص ۵۳ مطبوعہ مصر)

سبحان اللہ! بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کا یہی طریقہ کار رہا ہے کہ اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کو بھی سنوارتے ہیں ظاہری علم کے حصول کے بعد باطنی علم کی طرف توجہ دیتے ہیں، شریعت پر عمل کرتے ہوئے راہِ طریقت کے مسافر بنتے ہیں، علمِ شریعت کے بغیر نہ تو راہِ طریقت پر قدم رکھتے ہیں نہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ علم کے بغیر عبادت کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے جیسا کہ

نبیوں کے سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا (کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں)۔

(کنزالعمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، ۱۰ / ۶۱، حدیث: ۲۸۷۰۵)

درخت اور پھل

تمام قطبوں میں جو سب سے اعلیٰ اور ممتاز قطب ہیں وہ چار ہیں اول حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے سید احمد کبیر بدوی صاور چوتھے سیدی حضرت ابراہیم دسوقی صیہ چوتھے جلیل القدر بزرگ ارشاد فرماتے ہیں: **"شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔"** (طبقات کبریٰ ص ۱۶۸)

درخت اور پھل کی نسبت بھی یہی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو جڑ موجود ہے مگر جو جڑ ہی کاٹ بیٹھا وہ نرا محروم و مردود ہے پھر اس مثال کی بھی وہی حالت ہے۔ جو ہم دریا و سرچشمہ کے بارے میں بیان کر آئے ہیں کہ درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی امید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں وہ باقی ہیں لیکن یہاں شریعت وطریقت میں جیسے ہی درخت کٹے گا آئے ہوئے پھل بھی فنا ہو جاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیس لعین غلیظ اور گوبر کے پھل جادو سے بنا کر اس کے منہ میں دیتا ہے اور یہ جہالت سے انہیں حقیقت کا پھل سمجھ کر خوشی خوشی نگلتا ہے جب آنکھ کھلے گی تو اس وقت پتہ چل جائے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا اس بات سے اللہ کی پناہ ہے۔

شریعت وطریقت کے لئے زیادہ موزوں مثال پان اور اسکی بیل کی ہے کہ پان خوشبو والا' اچھے رنگ والا' اچھے ذائقے والا' فرحت بخش' دل و دماغ کو تقویت دینے والا' خون صاف کرنے والا' منہ کی بو اچھی کرنے والا' چہرے پر سرخی لانے والا اور زینت کا باعث ہوتا ہے اور پھر اس کا عجیب خاصہ یہ ہے کہ جیسے ہی پان کی بیل سوکھے پان جہاں جہاں ہوں فوراً سوکھ جاتے ہیں اور شریعت بھی ایسے ہی ہے کہ اس کا پھل **"طریقت"** بہت فائدہ والا ہے مگر جیسے ہی اس کی اصل یعنی **"شریعت"** آدمی سے جدا ہو **"طریقت"** کے پھل بھی فوراً بے فائدہ ہو جاتے ہیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تو اللہ کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔

("بہجۃ الأسرار"، ذکر فصول من کلامہ مرصعاً۔۔۔ إلخ، ص ۱۳۵)

فرض چھوڑ کر نفل پڑھنے والا شخص

حُضُور پُر نور سیِّدُنا غوثِ اعظم مولائے اَکرم حضرتِ شیخ مُحیُّ المِلَّۃِ والدِّین ابو محمد عبدُالقادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی اپنی کتاب مُستَطاب **"فُتوحُ الغَیب"** میں ایسے شَخْص کی مثال جو فرض چھوڑ کر نَفْل بجالائے یُوں بیان فرماتے ہیں:

اگر فرض چھوڑ کر سُنَّت و نَفْل میں مَشْغُول ہو گا، یہ قَبول نہ ہوں گے اور خَوار (ذلیل) کیا جائے گا۔

(فُتُوحُ الغَیب (مُتَرجَم) ص ۱۱۵ صفہ اکیڈمی مرکز الاولیاء لاہور)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنبیہ

حضور پُرنور سیّدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب **"فتوح الغیب شریف"** میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں:

اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔

پھر حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں:

ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اِسقاط (یعنی بچہ ضائع) ہو گیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت و مشقت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ (یعنی پھل) خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفلی خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا (خرچ ہوا) مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔ اسی کتاب مبارک میں فرمایا ہے:

"فان اشتغل بالسنن و النوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ و اھین"

یعنی فرض چھوڑ کر سنّت و نفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

(فتوح الغیب مع شرح عبد الحق الدہلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳)

یُوں ہی شیخِ محقق مولانا عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہ، نے اس کی شرح میں فرمایا:

ترک آنچہ لازم و ضروری ست و اہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل و خرد وراست چہ دفع ضرر اہم ست بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔

لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل و خرد میں فائدہ سے دُور ہے کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفعِ ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں نفع منتفی ہے۔

(فتوح الغیب مع شرح عبد الحق الدہلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳)

حضور پُر نور سیّدنا غوث الثقلین پیر دستگیر محی الدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مبارک کتاب فتوح الغیب شریف کے ترتیب عبادات کے مقالہ میں ایسے جاہل پر جو سنّت و نفل کی وجہ سے فرائض ترک کر دیتا ہے قیامتِ کبریٰ برپا فرماتے ہیں فقیر (**"احمد رضا خان"** اللہ تعالیٰ اسے بخش دے) اس مبارک گفتگو سے کچھ حصّہ مع ترجمہ شیخ محقق مولانا عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتا ہے تاکہ جاہل لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت عطا فرمانے والا ہے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مومن کو چاہئے کہ وہ پہلے فرائض بجالائے"

مسلمانوں کو چاہئے کہ وُہ پہلے ان عبادات کو بجالائے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض وواجب کی ہیں جن کے ترک سے وہ گنہگار اور قابلِ گرفت بن جاتے ہیں"

جب ان فرائض سے فراغت ہو جائے تو پھر سُنن میں مشغول ہو"

جب مسلمان ان فرائض سے فارغ ہو جائے تو پھر ان سُنن میں مشغول ہو جو فرائض کے ہمراہ معین مؤکد ہیں جن کا ترک اساءت اور عتاب کا سبب ہے

"پھر نوافل وفضائل میں مشغول ہو"

پھر ان نفلی عبادات میں مشغول ہو جو ان فرائض و سُنن سے زائد ہیں اور فضیلت رکھتے ہیں، ان کا بجالانا ثواب، لیکن ان کا ترک گناہ نہیں **"جب تک فرائض سے فراغت نہ ہو سُنن میں مشغول ہونا بیو قوفی اور رعونت ہے"**

توجب تک فرائض مکمل نہ ہو جائیں سنتوں میں مشغول ہونا جہالت اور بے عقلی ہے کیونکہ ایسی چیز کا ترک کرنا جو لازم و ضروری تھی اور ایسی چیز کا اہتمام جو ضروری نہیں تھی عقل و خرد کے قاعدے سے دُور ہے کیونکہ عاقل کے لیے منافع کے حصول سے ضرر کا دُور کرنا اہم وواجب ہوتا ہے بلکہ حقیقۃً اس صورت میں نفع ہے ہی نہیں۔ اسی پر قیاس نوافل ادا کرنا اور فرائض ترک کر دینا بھی نامقبول وباطل ہے جیسا کہ فرمایا:

"پس اگر سنن ونوافل میں فرائض سے پہلے مشغول ہو گیا"

یعنی اگر فرض کی ادائیگی سے پہلے ہی سُنن ونوافل میں مصروف ہو گیا تو

"وہ مقبول نہ ہوں گے بلکہ ذلت ورسوائی ہو گی۔"

علماء فرماتے ہیں کہ نوافل کا بجالانا اور فرائض کو ترک کر دینا ایسے ہی جیسے کوئی اپنے قرض خواہ کو ہدیہ دے دے مگر اس کا قرض ادا نہ کرے تو یہ ہدیہ ہر گز مقبول نہ ہو گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ جس کے نزدیک نوافل فرائض کی نسبت اہم ہوں وہ دھوکا وفریب زدہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو چیزیں لوگوں کو ہلاک کر دینے والی ہیں نفلی عبادات میں مشغول ہو کر فرائض کو ضائع کر دینا اور قلب کی موافقت کے بغیر ظاہری اعضاء کا عمل کرنا۔

"فمثله کمثل رجل یدعوہ الملک الیٰ خدمته"

پس حال وقصه غریب آں کسیے که ترک مے کند فرائض راباتیان سنن ونوافل ہمچو حال مردے ست که مے خواند او را بادشاہ بخدمت خود، کنایت ست از اتیانِ فرائض که پروردگار تعالیٰ که

حامل و بادشاہ علی الاطلاق ست بداں خواندہ وامر کردہ است فلا یأتی الیہ پس نمی آید آں مرد بسوئے بادشاہ ویقف بخدمۃ الامیر الذی ھو غلام الملک وخادمہ می ایستد در چاکری یکے از امرائے بادشاہ کہ غلام بادشاہ و چاکر اوست و تحت یدہ وولایتہ وزیرِ دست قدرت وتصرف اوست ایں مثال اتیان سنن ونوافل ست کہ بر طریقہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ بندہ وامیر وزیرِ خاص در گاہِ اوست وباستحسان واستحباب علماء کہ بندگان و غلامان اویند عمل کردن ست اگر چہ ہمہ بحکم حضرت پروردگار تعالیٰ وتشریع اوست، ولیکن فرائض را بہ جہت الزام وایجاب نسبت بجناب ایزدی کنند و سُنن و نوافل را کہ نہ دراں مرتبہ اند بخدمتِ رسول و اصحاب و اتباع او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین عن علی بن ابی طالب روایت ست، از امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال قال رسول اللہ گفت گفت پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مثل مصلی النوافل بدرستیکہ قصہ وحال گزارندہ نفلہا وعلیہ فریضۃ وحال آنکہ بر ذمّہ او فرضی ست کہ نہ گزاردہ است آں را کمثل حبلی حملت ہمچو قصہ و حال زنے بار داشت کہ تمام شدہ است مدت حمل او فلمادنی نفاسھا اسقطت پس ہر گاہ نزدیک شد وقت زائیدن وے افگند بچہ رانا تمام از شکم ووجہ تشبیہ رنج دیدن و مشقت کشیدن ست بے فائدہ زیرا کہ چوں قبول نیفتاد نوافل بجہت عدم ادائے فرائض حاصل شد مر آں مصلّے را رنج و مشقت بے فائدہ چنانچہ حاصل شد آں زنِ حاملہ را کہ مدت مدید گزشت و مشقت کشید وفائدہ کہ حصول ولد ست بر آں مراتب نہ گشت فلا ھی ذات حمل پس آں زن نہ خداوند حمل ست باعتبار انتفائے مقصود کہ ولد ست ولا ھی ذات ولاد نہ خداوند ولادست بجہت اسقاطِ حمل وکذلک المصلی لا یقبل اللہ لہ نافلۃ حتی یؤدی الفریضۃ وہمچنیں مصلّی مذکور در نمی پذیرد خدائے تعالیٰ مراد را نمازِ نفل را تا آنکہ بجا آرد فرض را پس نہ فرض باشد او را و نہ نفل و مثالِ دیگر مصلی نفل را بے ادائے فرائض مثل تاجر است کہ سود می خواہد بے سرمایہ چنانچہ می فرمایند ومثل المصلی کمثل التاجر وحال مصلّی مذکور حال سودا گر ست کہ لا یحصل لہ ربحہ حاصل نمی شود مر او را سود در سودا حتی یا خذا راس مالہ تا آنکہ بگیرد سرمایہ خود را فکذٰلک المصلی بالنوافل لا یقبل لہ نافلۃ حتی یؤدی الفریضۃ ہمچنیں حال مشغول شوندہ بہ نوافل پذیرفتہ نمی شود مر او را نفل کہ بمنزلہ سود اوست تا آنکہ ادا کند فرض را کہ بمشابہ سرمایہ است اھ مع اختصار فی کلمات الشرح۔

"اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں بلائے" یعنی اس شخص کا حال جو فرائض ترک کر کے سنن ونوافل بجالائے اس کا حال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں طلب کرے، اس سے مراد وہ فرائض ہیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو علی الاطلاق حاکم و بادشاہ ہے اور وہ اس اعلیٰ طریقے پر بلاتا ہے "پس وہ اس کی طرف نہیں آتا" یعنی وہ آدمی بادشاہ کی طرف نہیں آتا "اور وُہ بادشاہ کے ایسے امیر کے پاس کھڑا رہے جیسے اس کا غلام اور خادم ہو) یعنی وُہ ایسے خادم کے پاس کھڑا رہتا ہے جو بادشاہ کا غلام ہے "اور اس کے قبضہ وولایت میں ہے "وہ اس کے تصرف اور قدرت کے تحت ہے، یہ ان سنن ونوافل کی مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ (جو بارگاہ خداوندی میں امیر اور خصوصی وزیر ہیں) کے طریقہ پر یا علماء کے استحباب پر (جو اللہ تعالیٰ کے غلام اور بندے ہیں) کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اگرچہ تمام پروردگار کے حکم سے ہی لیکن فرائض کی نسبت الزام وایجاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے اور وہ سنن و نوافل جن کا درجہ یہ نہیں ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب واتباع کی طرف کر دی جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نوافل ادا کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو نوافل ادا کرتا ہے حالانکہ اس پر فرائض ہیں" حالانکہ اس کے ذمّہ ایسے فرائض ہیں جنھیں اس نے ادا نہیں کیا "اس حاملہ خاتون کی طرح ہے "جس کی مدتِ حمل مکمل ہو گئی" جب ولادت کا وقت آیا تو اس نے بچّے کو گرا دیا) یعنی ناتمام بچّے کو اس نے جننے کے وقت گرا دیا۔ وجہ تشبیہ بے فائدہ تکلیف و مشقّت اٹھانا ہے کیونکہ جب وُہ نوافل عدمِ ادائیگیِ فرائض مقبول ہی نہیں تو وہ نمازی بے فائدہ مشقّت اٹھا رہا ہے جیسے کہ حاملہ خاتون نے کتنی طویل مدّت تکلیف اٹھائی مگر اس پر فائدہ بصورتِ اولاد مرتّب نہ ہوا "پس اب یہ حاملہ نہیں ہے "کیونکہ مقصود فوت ہو گیا "نہ ہی یہ صاحبِ اولاد ہے " کیونکہ حمل ساقط ہو گیا "اسی طرح وہ نمازی جب تک فرائض ادا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نوافل قبول نہیں فرمائے گا" تو جب تک نمازی فرائض بجا نہیں لاتا نہ اس کے نوافل ہوں گے نہ فرائض۔ بے ادا فرائض کے نوافل ادا کرنے والے نمازی کی دوسری مثال یُوں ہے جیسے کوئی تاجر بغیر سرمایہ کے نفع حاصل کرنا چاہے، لہٰذا فرمایا "نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے "یعنی مذکور مصلّی کا حال سوداگر کی طرح ہے "اسے تجارت میں نفع حاصل نہیں ہوتا" یعنی اسے سوداگری میں اس وقت تک نفع نہیں ہو سکتا "یہاں تک کہ وُہ اپنا سرمایہ حاصل کرے" جب تک وُہ سرمایہ نہیں لگائے گا اسے نفع کیسے ہو گا "اسی طرح معاملہ ہے نوافل ادا کرنے والے نمازی کا، اس کے نفل ادائیگی فرائض کے

بغیر مقبول نہیں ہوسکتے"کیونکہ نفل بمنزلہ نفع کے اور فرض بمنزلہ سرمایہ کے ہیں اھ کلماتِ شرح میں کچھ اختصار کیا گیا ہے۔ (فتوح الغیب مع شرح فارسی مقالہ ۴۸ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳ تا ۲۷۵)

غوث پاک کو مقام قطبیت کیسے ملا؟

حُضورِ غوثِ اعظم علیہ رَحْمَۃُاللہ الاکرم فرماتے ہیں:

"دَرَستُ الْعِلْمَ حتّٰی صِرْتُ قُطْباً"

(یعنی میں نے عِلْم دین سیکھتا رہا یہاں تک کے مقامِ قُطبیّت پر فائز ہوگیا) (قصیدہ غوثیہ)

ہوا میں اُڑنے اور پانی پر چلنے والا شخص

حضرت قطبِ ربانی شاہ محمد طاہر اشرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص ہوا پر اُڑ رہا ہو، پانی پر چلتا ہو، یا (بظاہر) کتنا ہی صاحبِ کمال نظر آئے، لیکن شریعَت کے خلاف عمل پیرا ہو، تو اس شخص یا (نام نہاد پیر) کو باکمال بُزرگ نا جانے، وہ یقینا کوئی شُعْبَدَہ باز (یعنی دھوکے باز) ہوگا۔

(صراط الطالبین صفحہ ۱۹۱)

غوثِ اعظم رضي الله تعالي عنه کا خوفِ خدا عزوجل

حضرت سَیِّدُنا شیخ سعدی شیرازی رضي الله تعالي عنه فرماتے ہیں:

"مسجد الحرام میں کچھ لوگ کعبۃ اللہ شریف کے قریب عبادت میں مصروف تھے۔ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوارِ کعبہ سے لپٹ کر زارو قطار رو رہا ہے اور اس کے لبوں پر یہ دعا جاری ہے، "اے اللہ عزوجل! اگر میرے اعمال تیری بارگاہ کے قبولیت کے لائق نہیں ہیں تو بروزِ قیامت مجھے اندھا اٹھانا۔"

لوگوں کو یہ عجیب وغریب دعا سن کر بڑا تعجب ہوا، چنانچہ انہوں نے دعا مانگنے والے سے پوچھا:

"اے شیخ! ہم تو قیامت میں عافیت کے طلب گار ہیں اور آپ اندھا اٹھائے جانے کی دعا فرمارہے ہیں، اس میں کیا راز ہے؟

"اس شخص نے روتے ہوئے جواب دیا:

"میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے اعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ کے لائق نہیں تو میں قیامت میں اس لئے اندھا اٹھایا جانا پسند کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

وہ سب لوگ اس عارفانہ جواب کو سن کر بے حد متأثر ہوئے لیکن اپنے مخاطب کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے پوچھا:

"اے شیخ! آپ کون ہیں؟

"اس نے جواب دیا: **"میں عبد القادر جیلانی ہوں۔"** (بحوالہ گلستانِ سعدی، ص ۳۳۷)

بزرگوں کی تصویریں

امام اہلسنت شاہ **امام احمد رضا خان قادری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل ابلیس (شیطان) کے مکر (دھوکے) سے پناہ دے، دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوہیں ہوئی کہ صالحین (نیک لوگوں) کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکا (برکت کیلئے) رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ (آہستہ آہستہ) وہی معبود ہو گئیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیہ کریمہ:

"وقالوا الاتذرن الھتکم ولاتذرن ودّا ولاسواعا ولایغوث ویعوق ونسرا۔"

کافروں نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو، اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو۔

(پارہ 29، سورۃ نوح: آیت 71)

کی تفسیر میں ہے:

"قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الٰی قومھم ان نصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبدت"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسا لوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا چکے تو شیطان نے بعد والوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں اُن مجالس میں انہیں نصب کر دو (یعنی قرینے سے انہیں کھڑا کر دو) اور جو ان کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مرگئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) تو پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔

(صحیح البخاری کتاب التفاسیر باب وَدّاً وَسواعاً الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۷۳۲)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المہلب سے راوی:

"قال کان ود رجلا مسلماً وکان محببا فی قومه فلما مات عسکروا حول قبره فی ارض بابل وجزعوا علیه فلما رأی ابلیس جزعھم علیه تشبه فی صورة انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصور لکم مثله فیکون

فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی مالھم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا مثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابنائھم فجعلوا یرون مایصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ماعبد غیر اللہ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود"۔

ابو جعفر نے فرمایا:"ود" ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مر گیا تو سرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر بیقرار ہوئے (اور صبر نہ کرسکے) جب شیطان نے اس کی جدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اس شخص کے مرنے پر تمہاری بیقراری دیکھ رہاہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویر بنادوں، پھر وہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہاہاں یہ تو اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اسی جیسی اس کی تصویر بنادی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجار کھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کرکے سجادوں تا کہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اوراجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والو ں کے لئے بالکل اسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کردیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اُسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دَور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی) اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پرانا ہوگیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اورآنے والی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالٰی کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے وَدر کھا ہے۔

(الدرالمنثور بحوالہ عبدبن حمید تحت آیۃ ۷۱/ ۲۳ دار حیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۲۷۳۔۲۷۴)

نیز صحیحین بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہاسے ہے:

"لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأسہ

فقال اولٰئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوّروا فیہ تلک الصور و اولٰئک شرار خلق اللہ عند اللہ"۔

جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر فرمایا کہ جس کو ماریہ کہا جاتا تھا چنانچہ سیدہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما(اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو)ملک حبشہ میں تشریف لے گئیں، پھر انہوں نے وہاں یہ گرجا دیکھا، دونوں نے اس کے حسن اور اس میں سجی تصویروں کا تذکرہ فرمایا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھاکر فرمایا: جب ان لوگوں میں کوئی نیک اور صالح آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر ان تصویروں کو سجاکر اس میں رکھ دیتے وہی اللہ تعالٰی کی بدترین مخلوق ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب بناء المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۹)

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ ۱/ ۲۰۱)

اور فقیہ ملت شیخ الحدیث **مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگان دین سے جھوٹی محبت کرنے والے، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوب الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، حضرت تاج الدین ناگ پوری، حضرت حاجی وارث علی شاہ اور دیگر اولیاء کرام وبزرگانِ دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی **تصویریں اپنے گھروں اور دوکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز اور گناہ ہے اور بعض لوگ بزرگوں کی تصویر کے سامنے باادب بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں یہ بت پرستی کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا دروازہ کھولنا ہے تو سخت حرام اور ناجائز ہے۔**

(انوار الحدیث: صفحہ 417، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

کیا غنیۃ الطالبین غوث اعظم کی کتاب ہے؟

اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے۔ اور امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کردیا ہے۔

فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

"وایّاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین و قطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فانہ دسہ علیہ فیھا من سینتقم اللہ منہ والا فھو بریئ من ذلک۔"

یعنی خبر دار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام اولیاء سردارِ اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی غنیہ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور پر افتراء کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا، حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سے بَری ہیں۔

(الفتاوی الحدیثیۃ مطلب ان مافی الغنیۃ للشیخ عبد القادر مطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۱۴۸)

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت وجماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ:

"خلاف ماقالت الاشعریۃ من ان کلام اللہ معنی قائم بنفسہ واللہ حسیب کل مبتدع ضال مضل۔"

بخلاف اس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی کا کلام ایسا معنیٰ ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالٰی ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر کے لیے کافی ہے۔

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی اعتقاد ان القرآن حروف مفہومۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۱)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی، گمراہ گمراہ گر لکھا ہے اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہٰذا کوئی محلِ تشویش نہیں۔

ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ: ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ۔ وہ بعض حنفی ہیں۔

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل واما الجہمیۃ الخ ادارہ نشر واشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۱/ ۹۱)

اس نے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے، جیسے زمخشری صاحبِ کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحبِ مغرب و زاہدی صاحبِ قنیہ و حاوی و مجتبٰے، پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا۔ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیت پر کیا الزام آیا۔ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا، جانے دو رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

ثانیاً وہ کتاب محفوظ مصوئن ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمنِ دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام حجۃ الاسلام غزالی کے کلام میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جن کا شافی بیان امام عبد الوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کیے، اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں

الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناء عشریہ میں بیان فرمایا، کسی المارى میں کوئی قلمی کتاب ملے اس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات مکیہ کے مطبوعہ نسخے۔

ثالثاً اگر بہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

"لاتجوز نسبۃمسلم الٰی کبیرۃ من غیر تحقیق، نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیّا فان ذٰلک ثبت متواترا۔"

بلا تحقیق مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر متواتر سے ثابت ہے۔

(احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ ۳/ ۱۲۵)

جب بے تحقیق تام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیاء کرام کی طرف معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔ (فتاوی رضویہ: جلد29، صفحہ223 تا 226، رضافاؤنڈیشن: لاہور)

دعاء والتجاء: اے اللہ عزوجل ہمیں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات شریف کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے دلوں میں غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت کو مزید پختہ فرمادے۔

آمِیْن بِجَاہِ خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا

قدرِ عبدالقادر قدرت نُما کے واسطے

تمت بالخیر

اختتام بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بوقت 8:45

20/11/2022